122337 - نماز عید کا اعلان کرنا

سوال

بعض اوقات نماز عید سے قبل اعلان کیا جاتا ہے " صلاۃ العید اثابکم اللہ " اللہ آپ کو اجروثواب دے نماز عید کھڑی ہو رہی ہے، اگر ان اشیاء پر لوگ اصرار کریں تو آدمی کیا کرنا چاہیے، آیا وہ گھر میں نماز ادا کر لے ؟
اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

فقہاء کا اتفاق ہے کہ نماز عید کے لیے اذان اور اقامت مشروع نہیں ہے.

صحیح مسلم میں ابن جریج سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عطاء نے ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہم سے بیان کیا دونوں نے فرمایا:

" عید الفطر اور عید الاضحی کے دن اذان نہیں کہی جاتی تھی "

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں: پھر نے ان - یعنی عطاء - سے کچھ مدت بعد اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے مجھے بتایا وہ کہنے لگے: مجھے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما نے بتایا:

عید الفطر کے دن جب امام جائے تو کوئی اعلان اور اذان نہیں ہے، اور نہ ہی نکلنے کے بعد، اور نہ اقامت اور نہ کوئی پکار وغیرہ ہے، نہ تو اس دن اعلان اور نداء ہے اور نہ ہی اقامت "

صحیح مسلم حدیث نمبر (886).

نماز عید کے لیے کوئی اور الفاظ کہنے میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے مثلا: " الصلاۃ جامعۃ " یا اللہ تم پر رحم کرے نماز عید " وغیرہ اس میں دو قول ہیں:

پہلا قول:

ممنوع ہے، ان کا کہنا ہے کہ نماز عید کے لیے کسی بھی الفاظ میں اعلان نہیں کیا جائیگا، نہ تو الصلاۃ جامعۃ کہا

جائیگا اور نہ ہی کوئی اور الفاظ، مالکی اور شافعی مسلك میں دو قول سے ایك قول یہی ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایا کہ جب عید الفطر کے روز امام نکلے تو اذان نہیں ہے، اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد، اور نہ ہی اقامت اور کوئی ندا اور اعلان ہے، نہ تو اس روز ندا ہے اور نہ ہی اقامت "

اسے مسلم نے روایت کیا ہے.

اور ہمارے بعض اصحاب کا کہنا ہے:

نماز عید کے لیے " الصلاۃ جامعۃ " کا اعلان کیا جائیگا، یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اتباع کا زیادہ حق رکھتی ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (2 / 117).

اور حطاب مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" الصلاۃ جامعۃ " کا اعلان نہیں کیا جائیگا، ابن ناجی نے اس رسالہ کی شرح میں یہی کہا ہے جو ہم نے اپنے اساتذہ سے حاصل کیا: کہ اس طرح کے الفاظ وارد نہ ہونے کی بنا پر بدعت ہیں " انتہی.

اور شیخ یوسف بن عمر کہتے ہیں:

الصلاۃ جامعۃ کہنے میں کوئی حرج نہیں چاہیے یہ بدعت ہے "

اور التوضیح " اور الشامل اور الجزولی میں ہے کہ: " الصلاۃ جامعۃ " کے الفاظ کی ندا لگائی جائیگی " انتہی

دیکھیں: مواھب الجلیل شرح مختصر خلیل (2 / 191).

اور ابن علیش المالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور الصلاۃ جامعۃ کی آواز نہیں لگائی جائیگی یعنی یہ مکروہ ہے، یا یہ مخالف اولی ہے کیونکہ اس میں کوئی نص وارد نہیں، اور التوضیح اور الشامل اور الجزولی میں اس کی کراہت بیان کی گئی ہے "

اور ابن ناجی اور ابن عمر وغیرہ نے صراحت کے ساتھ اسے بدعت کہا ہے.

اور خرشی نے جو ذکر جو اسے جائز بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں، اور اس نے جو یہ کہا ہے کہ اس میں حدیث وارد ہے وہ مردود ہے کیونکہ یہ عید کے بارہ میں وارد نہیں، بلکہ یہ حدیث اور الفاظ تو چاند اور سورج گرہن میں وارد ہیں، جیسا کہ التوضیح اور المواق وغیرہ میں الاکمال سے بیان کیا گیا ہے، اور عید کو چاند اور سورج گرہن کی نماز پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ عید تو تکرار کے ساتھ آتی ہے اور مشہور ہے، لیکن اس کے مقابلہ میں چاند اور سورج گرہن کبھی کبھار نادر طور پر ہوتا ہے.

جی ہاں " المواق " نے باب الاذان کے ابتدا میں نقل کیا ہے کہ عیاض رحمہ اللہ نے الصلاۃ جامعۃ کو ہر اس نماز سے پہلے کہنا مستحسن قرار دیا ہے جس کے لیے اذان نہیں ہوتی، لیکن مصنف نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا " انتہی

دیکھیں: منح الجلیل شرح مختصر خلیل (1 / 460).

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" جب امام نماز عید کے لیے کھڑا ہو تو وہ تکبیر تحریمہ سے شروع کرے، اور لوگوں کو نماز عید سے قبل " الصلاۃ جامعۃ " اور نہ ہی نماز عید کے الفاظ مت کہے؛ کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی، بلکہ " الصلاۃ جامعۃ " تو چاند اور سورج گرہن کی نماز کے لیے کہا جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (8 / 314).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بعض علماء کا کہنا ہے: اور مذہب بھی یہی ہے کہ: نماز استسقاء یعنی بارش اور عیدین کی نماز کے لیے " الصلاۃ جامعۃ " کے الفاظ کہے جائیں گے، لیکن یہ قول صحیح نہیں، اور اس کو سورج اور چاند گرہن کی نماز پر دو وجہ سے قیاس کرنا صحیح نہیں ہے:

پہلی وجہ:د

چاند اور سورج گرہن کو اچانك ہوتا ہے، خاص کر پہلے دور میں جب لوگوں کو اس کا علم ہی اس وقت ہوتا تھا جب گرہن لگ جاتا.

دوسری وجہ:

نماز استسقاء اور نماز عید کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ندا نہیں لگایا کرتے تھے؛ اور ہر چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سبب پایا گیا لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا تو یہ فعل بدعت ہوگا؛ کیونکہ وہاں کوئی ایسا

مانع نہیں تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ندا لگانے سے روکتا.

اور اگر یہ سبب ایسا ہوتا کہ اس کے لیے ندا لگانی مشروع ہوتی تو آپ منادی کرنے والے کو ندا لگانے کا حکم دیتے.

چنانچہ صحیح یہی ہے کہ عیدین اور استسقاء کی نماز کے لیے کوئی ندا نہیں لگائی جائیگی " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 199).

اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کا بھی یہی اختیار ہے.

دیکھیں: المختارات الجلية (53).

سوال نمبر (47972) کے جواب میں یہی قول اختیار کیا گیا ہے اور اہل علم سے اس کی تائید بھی نقل کی گئی ہے، آپ اس کا مطالعہ ضرور کریں.

دوسرا قول:

" الصلاة جامعة " یا " الصلاة یرحمکم اللہ " وغیرہ دوسرے کلمات کہنا جن سے یہ محسوس ہو کہ نماز کھڑی ہونے لگی ہے کہنا مشروع ہے.

یہ احناف کا قول ہے.

دیکھیں: العناية شرح الهداية (1 / 424).

اور شافعیہ کا بھی قول یہی ہے، اور حنابلہ کے بھی صحیح یہی ہے، اور ظاہریہ کا مذہب بھی یہی ہے.

دیکھیں: المحلى (2 / 178).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام شافعی اور اصحاب کا کہنا ہے: ہم نے جو بیان کیا ہے کہ چاند اور سورج گرہن پر قیاس کرتے ہوئے " الصلاة جامعة " کہنا مستحب ہے، اور امام شافعی " الام " میں کہتے ہیں: امام کے لیے مؤذن کو نماز عید اور دوسری اجتماعی نمازوں کے لیے " الصلاة جامعة " یا " الصلاة " کے الفاظ کہنے کا حکم دینا پسند کرتا ہوں.

وہ کہتے ہیں: اور اگر " نماز کے لیے آؤ " کے الفاظ کہے تو ہم اسے مکروہ نہیں سمجھتے، اور اگر وہ " حیی علی الصلاة " کے الفاظ کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ میں ان سے اجتناب کرنا پسند کرتا ہوں کیونکہ یہ اذان کی

كلام میں سے ہے، اور میں پسند کرتا ہوں کہ اذان کی ساری کلام سے بچا جائے " انتہی

دیکھیں: المجموع (5 / 20).

اور البہوتی حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نماز عید اور چاند اور سورج گرہن کی نماز کے لیے " الصلاۃ جامعۃ " یا " الصلاۃ " کی ندا لگائی جائیگی "

الفروع میں ہے:

چاند اور سورج گرہن کے لیے تو کہا جائیگا کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، اور نماز استسقاء اور نماز عید کے لیے " الصلاۃ جامعۃ " یا " الصلاۃ " کے الفاظ کے متعلق ایك قول یہ ہے کہ ان الفاظ کی ندا نہیں لگائی جائیگی، اور ایك قول یہ ہے کہ عید میں تراویح اور جنازہ کی طرح یہ الفاظ نہیں کہے جائینگے صحیح قول یہی ہے.

ابن عباس اور جابر رضی اللہ تعالی عنہم کہتے ہیں:

" عید الفطر کے لیے جب امام نکلتا تو اذان نہیں کہی جاتی تھی، اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد، اور نہ ہی اقامت اور ندا وغیرہ لگائی جاتی تھی " متفق علیہ. انتہی

دیکھیں: کشاف القناع (1 / 233) الانصاف (1 / 428) اور الانصاف (2 / 459) میں ہے کہ مذہب یہی ہے اور اکثر اصحاب بھی اس پر ہیں.

اور راجح پہلا قول ہی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ نماز عید کے لیے کسی بھی لفظ کے ساتھ ندا نہیں لگائی جائیگی، اور اگر ایسا ہو جائے تو وہاں حاضر ہونے والے پر کوئی حرج نہیں فقہاء کے ہاں یہی قول معتبر ہے.

اور اس طرح کی اشیاء میں نمازیوں کو آپس میں اختلاف اور افتراق نہیں کرنا چاہیے، خاص کر عید کے موقع پر؛ بلکہ اگر ممکن ہو سکے تو وہ ایسا کرنے والوں کی نرم رویہ کے ساتھ راہنمائی کرے کہ سنت سے جو ثابت ہے اس پر عمل کیا جائے تو یہی بہتر ہے، اگر تو وہ علم کر لیں تو ٹھیك وگرنہ وہ ان کے ساتھ نماز میں شریك ضرور ہو، ان شاء اللہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا.

لیکن یہاں ہم یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو شخص کسی دوسرے کو اس مسئلہ میں سنت بتانا چاہے یا پھر وہ صحیح علم میں لانا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز عید کے لیے لوگوں کے جمع ہونے سے قبل ایسا کرے، لیکن جب لوگ جمع ہو چکے ہوں تو پھر اس وقت کسی دوسرے کو نصیحت بڑے پیار کے ساتھ نصیحت کرنی چاہیے.

کیونکہ یہ خدشہ ہے کہ کہیں اس کے نتیجہ میں لوگ آپس میں اختلاف کرنے لگیں، بلکہ بات اس سے بھی بڑھ سکتی ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو اپنی رضا و خوشنودی والے قول و عمل کی توفیق نصیب فرمائے، اور ہمیں ظاہری اور پوشیدہ فتنہ و فساد سے محفوظ رکھے.

واللہ اعلم .